Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 02, April - June 2025, **PP**: 112-121
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

حافظ ابن حجرؒ کے دور کی علمی اور مذہبی زندگی: حالات واثرات کا تجزیہ

The Intellectual and Religious Life in the Era of Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar: An Analytical Study of Its Context and Impact

1. **Muhammad Abrar** malikabrar708@gmail.com	*Ph. D Scholoar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.*
2. **Dr. Muhammad Feroz ud Din Shah** muhammad.feroz@uos.edu.pk	*Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.*

How to Cite: Muhammad Abrar and Dr. Muhammad Feroz ud Din Shah. 2025: "The Intellectual and Religious Life in the Era of Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar: An Analytical Study of Its Context and Impact". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (02): 112-121.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
25-04-2025	20-06-2025	30-06-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

حافظ ابن حجرؒ کے دور کی علمی اور مذہبی زندگی: حالات واثرات کا تجزیہ

The Intellectual and Religious Life in the Era of Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar: An Analytical Study of Its Context and Impact

1. **Muhammad Abrar**
Ph. D Scholoar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.
malikabrar708@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Feroz ud Din Shah**
Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.
muhammad.feroz@uos.edu.pk

Abstract

This study examines the intellectual and religious landscape of the era of Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī (d. 852 AH / 1449 CE), a time shaped by strong attachment to the four Sunnī legal schools (*al-madhāhib al-arbaʿah*). Juridical conformity (*taqlīd*) was often required for official and academic posts. The implementation of *ḥudūd* (Islamic penal codes) aimed to preserve public morality. The period saw the expansion of taṣawwuf (*Ṣūfism*), supported by state rulers. While it influenced spiritual life, it also encouraged some mystical misreadings. Ashʿarism was the dominant theological school, often in tension with Ḥanbalī and Salafī views. Various sects such as the R*āfiḍah, Ismāʿīlīs, Nuṣayrīs* (Alawites), Druze, and *Ḥurūfīs* emerged, promoting innovations (*bidʿah*) and ecstatic mysticism. Despite these challenges, the era saw remarkable scholarly productivity memorization of classical texts (*ḥifẓ al-mutūn*), compilation of works, and interregional learning. Eminent scholars of this period include *Ibn Kathīr*, *Ibn Baṭṭūṭah*, *Ibn Rajab*, *Ibn al-Mulaqqin*, *Al-Jazarī*, *Al-Būṣīrī*, *Ibn Khaldūn*, and *Imām al-Sakhāwī*. The study concludes that the socio-religious context of this time significantly shaped Ibn Ḥajar's scholarly character and his balanced intellectual legacy.

Keywords: *Intellectual History, Religious Thoughts, Theological School, Ḥudūd.*

تمہید وتعارف

آپ کا مکمل نام احمد بن علی بن محمد ابو الفضل شہاب الدین ہے۔ عسقلانی اور کتانی مشہور نسبتیں ہیں۔ 773ھ کو پیدا ہوئے۔ فن حدیث سے خاص محبت تھی۔ تقریباً پچاس شہروں کا سفر کیا جن میں قوص، سکندریہ، حجاز، یمن، شام کے علاقے نمایاں ہیں۔ کثیر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ اس کیلئے آپ کی کتاب المجمع المؤسس للمعجم المفهرس شاندار ہے۔ اس میں تمام اساتذہ کا تذکرہ ہے۔ آپ کا مذہبی مسلک شافعی تھا۔ ابن حجرؒ نے مجلس املاء، تدریس، افتاء، خطابت اور قضاء جیسی علمی مساعی سرانجام دی ہیں۔ آپ درس و تدریس میں مصروف رہے اور مرض کو مخفی رکھنے کی کوشش کی۔ بیماری کے باعث بروز ہفتہ 18 ذوالحجہ 852ھ کو عشاء کی نماز کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ بہت سی وقیع کتب تصنیف فرمائیں لیکن فتح الباری آپ کی وجہ شہرت ہے۔ معاصر اور دیگر علماء نے آپ کو حافظ، متقن، ناقد، حجۃ، علم و فضل اور حفظ کا شہاب جیسے اوصاف سے متصف کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کے دور کی علمی اور مذہبی کیفیت و اثرات کا تذکرہ کرنے سے قبل اختصار کے ساتھ آپؒ کی علمی مساعی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ابن حجرؒ کی علمی مساعی

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بہت سے مناصب پر فائز رہے اور بہت سی علمی کاوشیں کی۔ ان کا بالاختصار تذکرہ حسب ذیل ہے:

- **املاء:** ابن حجرؒ نے 808ھ میں مجالس املاء کا اہتمام کیا اور آخری مجلس 852ھ میں ہوئی۔ کل مجالس 1150 قائم ہوئیں۔
- عام طور پر ایک مجلس املاء میں 150 سے زائد افراد ہوتے۔[1]
- **تدریس:** ابن حجرؒ نے پندرہ سے زائد مشہور مدارس میں تدریس کی ہے۔ جہاں پر تدریسی ذمہ داریوں کیلئے قابل اور اہل علم افراد ہی یہ ذمہ داری ادا کر سکتے تھے۔ 808ھ ء میں تدریس کی ابتداء کی اور تفسیر، حدیث اور فقہ جیسے وقیع علوم کی تدریس کی ذمہ داری نبھائی۔
- **افتاء:** 811ھ میں دار العدل میں افتاء کے عہدے پر بھی کام کیا۔
- **خطابت:** جامع ازھر میں خطابت کیلئے موزوں قرار پائے اور اس ذمہ داری کو بھی ادا کیا۔
- **مکتبہ کے خازن:** مدرسہ محمودیہ میں مکتبہ کے انچارج رہے۔
- **قضاء:** قاضی صدر الدین المناویؒ نے آپ کو اس عہدے کی پیشکش کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی۔ پھر آپ کے محبوب قاضی جلال الدین البلقینی نے آپ سے یہ عہدہ قبول کرنے پر اصرار کیا تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔ آپ اپنے ورع کے باعث اس میں داخل نہ ہونا چاہتے تھے۔[2]

مصنفات

ابن حجرؒ کا علمی ورثہ اور کتب بہت زیادہ ہیں۔ امام سخاویؒ نے 270 سے زائد کتب کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے لیے الجواھر والدرر کا تفصیلی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں آپ کی اہم کتب کے نام لکھے جاتے ہیں:

اتحاف المهرة باطراف العشرة	ابناء الغمر بابناء العمر
الاصابة في تمييز الصحابة	الامالي الحديثية
بلوغ المرام من ادلة الاحكام	تعجيل المنفعة بزوائد رجال الائمة الأربعة
تقريب التهذيب	تهذيب التهذيب
الدرر الكامنة	شفاء اللمل في بيان العلل
فتح الباري بشرح صحيح البخاري	لسان الميزان
نخبة الفكر فيى مصطلح اهل الاثر	هدى الساري مقدمة فتح البارى
النكت على علوم الحديث	نزهة الالباب في الالقاب
المقترب في بيان المضطرب	المؤتمن في جمع السنن
نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر	اللباب فى شرح قول الترمذى : وفي الباب

حافظ ابن حجرؒ اہل علم کی نظر میں

آپؒ کی تعریف و توصیف میں آپ کے اقران و اماثل سب ہی رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ سخاویؒ نے الجواھر والدرر میں ایک پورا باب اس پر قائم کیا ہے جہاں نظم و نثر میں علماء کے اقتباسات رقم ہیں۔ چند اقتباسات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

- حافظ عراقی: "الحافظ المتقن الناقد الحجة۔"

- ابن خلدون: "وصفه في جماعة بالسيادة والعلم والفضل والإجادة۔"
- فیروز آبادی: "قد ملك من الفضل نصابا واطلع فی برقع في الحفظ شهابا۔"
- ابن الہمام الحنفی: "ابن حجر اما ان يحصل حسناته بكسبه واكتسابه او بلا كسبه واكتسابه فمن الأول العلم ومن الثانی ذكر الناس له۔"[3]

بقول حافظ عراقی آپ حافظ، متقن، ناقد اور حجت تھے۔ بقول ابن خلدون علم و فضل اور سیادت و اجادت کے وصف سے متصف تھے۔ بقول فیروز آبادی فضیلت کا معیار اور حفظ کا شہاب تھے۔ بقول ابن الہمام الحنفیؒ کسب وبلا کسب نیکیوں کا حصول آپ کے لیے جاری ہے۔ کسب ہو تو علم اور بلا کسب ہو تو اچھی شہرت آپ کی حسنات کا ذریعہ ہے۔ ان اقوال سے معلوم ہو تا ہے کہ ابن حجرؒ علم و فضل کا ایک استعارہ ہیں۔

آئندہ سطور میں ابن حجرؒ کے عصر کی تعلیمی اور مذہبی کیفیت کا ایک جائزہ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آپ جیسی شخصیت تعلیمی ومذہبی اعتبار سے کس ماحول سے وابستہ تھی؟

مذہبی کیفیت

آپ کے دور میں مذاہب اربعہ سے وابستگی حکومت کی ترجیحات میں تھی۔ عہدے اور مناصب یہاں تک کہ تدریس، خطابت اور امامت کی ذمہ داریوں کیلئے تقلیدی ہوناضروری تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ سلاطین کی کوشش تھی کہ حدود کا بھی نفاذ ہو اور فواحش پر قابو پایا جاسکے۔ لیکن فواحش تمام طبقات میں ہی کسی نا کسی حد تک موجود تھیں۔ فسق و نافرمانی اور عقدی انحرافات بھی تھے۔ اس ضمن میں چند مخصوص نکات ذکر کیے جاتے ہیں۔

اوّل: صوفیت

اس عصر میں صوفیت کو سرکاری سرپرستی ملی اور خلاوی وخانقاہیں تشکیل کی گئیں۔ اس دور میں اور ساتویں صدی میں بہت سے مشائخ تصوف کی ان ممالک میں آمد سے عقدی انحراف کا باب کھلا۔ ان میں ابو الحسن شاذلی، ابو العباس مرسی، ابو القاسم قباری اور سید احمد بدوی کے نام نمایاں ہیں۔[4] تصوف کی منظر کشی اس دور میں سعید عاشور کی زبانی کچھ یوں ہے:

> ان کا شعار زہد اور دنیاوی امور میں تقلیل کا تھا۔ اس نعرہ کی بدولت بہت سے افراد ان سے آملے۔ اس عصر میں تصوف کے بھی مختلف فرقے تھے جن میں احمدیہ اور رفاعیہ معروف ہیں۔ ہر فرقے کا اپنا شیخ اور شعار ہوتا تھا۔ ایک شیخ کی فوتیدگی کی صورت میں دوسرا اس کا نائب بنتا اور نیابت کا یہ عمل سلطان کے قلعہ میں ہوتا۔ جہاں ایک بڑی مجلس لگتی، جس میں اس طائفہ کے مریدین بھی شرکت کرتے اور سلطان خود نیا شیخ مقرر کر کے اسے ایک خلعت پہناتا تھا۔[5]

مرید شیخ کے ماتحت ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے مال، بیوی اور اپنی ذات پر بھی تصرف کا حق نہ تھا۔ اس ضمن میں سعید عاشور لکھتے ہیں:

> ان المريد مع شيخه على صورة الميت لا حركة ولا كلام ولا يقدر ان يتحدث بين يديه الا باذنه ولا يعمل شيئا الا باذنه من زواج او سفر او خروج او دخول او عزلة او مخالطة او اشتغال بعلم او قرآن او ذكر او خدمة الزاوية او غير ذلك[6]

مرید اپنے شیخ کے ساتھ صورت میت میں ہوتا تھا۔ حرکت، کلام اور ان کے سامنے بات کی بالکل قدرت نہ ہوتی تھی۔ ہر کام انہی کی اجازت سے ہوتا تھا۔ شادی، سفر، کہیں آنا جانا، لوگوں سے ملنا جلنا اور یہاں تک علم، قرآن، ذکر اور دیگر امور بھی ان کی اجازت سے ہی طے پاتے تھے۔

سعید عاشور نے یہ قول السید ابراہیم الدسوقی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس دور میں اہل تصوف کو بادشاہوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ جیسا کہ ابن حجرؒ نے احمد بن ابی بکر بن محمد بن الرداد کے بارے میں لکھا ہے:

ودخل اليمن فاتصل بصحبةالسلطان فلازمه فاستقرمن الندماء ثم صارمن اخصهم به وله تصانيف في التصوف وعلى وجهه آثارالعبادة لكنه كان يجالس السلطان في خلواته و يوافقه على شهواته الا ان لا يتعاطى معهم شيئامن المنكرات ولا يتناول شيئا من المسكرات۔[7]

یہ یمن میں آکر بادشاہ سے متعلق ہو گیا۔ پہلے ندیم پھر خواص میں شامل ہوا۔ ان کی تصوف میں تصانیف بھی ہیں اس کے چہرے پر عبادت کے آثار نمایاں ہوتے تھے لیکن بادشاہ کے ساتھ خلوت میں بیٹھتا اس کی شہوات میں موافقت کرتا اور منکرات و مسکرات میں اس کے ساتھ شریک نہیں ہوتا تھا۔

سلاطین کی اس شدید توجہ کی بدولت صوفیت کو عروج و غلبہ حاصل ہوتا گیا اور دینی اقدار تباہ ہو گئیں۔ گانے، باجے، رقص و سرور کی محافل منعقد ہوتی تھیں، لہو ولعب عام ہو گیا۔ غلط تفسیر کا رجحان بڑھا اور علم و دینداری ختم ہو گئی۔ امام مقریزی لکھتے ہیں:

لا ینسبون الی علم ولا دیانة والی الله المشتکی [8]

یہ صوفیاء علم و دینداری سے کوئی نسبت نہ رکھتے تھے۔ اللہ سے اس کا شکوہ ہے۔

دوم: کلامی تنازعات وبدعات

حافظ ابن حجرؒ کے دور میں کلامی مذاہب موجود تھے۔ اشاعرہ و معتزلہ جیسے مذاہب بہت معروف تھے۔ بالخصوص اشعری مذہب کا اثر و نفوذ بہت زیادہ تھا۔ اس کی وجوہات میں سر فہرست یہ کہ یہ تمام فقہی مذاہب بالخصوص شافعی مذہب بہت زیادہ مربوط تھا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس عصر میں شافعیت کو عروج حاصل تھا۔ اسی لیے محمد بن ابراہیم العبدلي شمس الدین کا شعر ہے:

لا خير في شافعی　　ان لم يكن اشعريا [9]

جو شافعی اشعری نہ ہو ان میں کوئی خیر نہیں۔

علاوہ ازیں بعض سلاطین کا متعصبانہ رویہ بھی اس کی ایک وجہ تھی کہ وہ مخالفین کو اشعریت کی جانب مجبور کرتے اور سختی برتتے۔ نہ ماننے والوں کے وظائف کسی اور کو دے دیئے جاتے تھے۔ [10] اس وقت کے اکثر فقہاء و قضاۃ اشعری مذہب پر اعتماد کرتے تھے۔ بالخصوص شوافع اور موالک کے اہل علم فقہاء و قضاۃ کا رویہ یہی تھا اور مذہب سلفی حنبلی یا تیمی جو اس وقت اس وصف سے معروف تھا، اس کے یہ مخالف تھے۔ مدارس اور تعلیمی حلقوں میں اشعری کتب ہی پڑھائی جاتی تھیں یہاں تک کہ اشاعرہ کے مخالف معروف مذہب حنبلی کی تکفیر تک معاملہ جا پہنچا تھا۔ [11] اس ضمن میں ایک عربی کتاب سے ایک عبارت ذیل میں بیان کی جاتی ہے جو لائق مطالعہ ہے:

وفي هذه السنة ثارت فتنة عظيمة بين الحنابلة والاشاعرة بدمشق و تعصب الشيخ علاء الدين البخاري نزيل دمشق على الحنابلة وبالغ في الحط على ابن تيمية وصرح بتكفيره[12]

اسی سال (835ھ) دمشق میں حنابلہ اور اشاعرہ کے مابین بڑا فتنہ رونما ہوا۔ شیخ علاء الدین البخاری نے حنابلہ کے خلاف تعصب کی انتہاء کر دی اور انہوں نے ابن تیمیہؒ کے کفر کی تصریح کر دی۔

سوم: انحرافات کا شکار دیگر فرقے

اس عصر میں منحرف فرقوں کی صورتوں میں کچھ جماعتیں اور بھی تھیں جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:

- روافض اور اسماعیلی: مدینہ، شام اور مصر میں ان کی تعداد زیادہ تھی۔
- النصیریون: یہ شام میں جبل کسروان میں تھے۔
- الدروز: یہ لبنان کی مختلف جہات میں تھے۔ یہ بھی شیعہ کا ایک فرقہ ہے جو کہ شام کے علاقوں میں رہتا تھا۔[13]
- الحروفیۃ: یہ شرائع اسلام کے منکر تھے۔ ان کا وجود شام و مصر میں تھا۔ اس کا بانی فضل اللہ بن عبد المحسن حسینی ہے۔ آدم علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کو اللہ کا خلیفہ ماننے کے قائل تھے۔[14]

یہ تمام فرق شیعیت سے متاثر ہیں اور کچھ شیعہ کے ہی ہیں۔ اس عصر میں ان کے خطرناک عقائد کی بدولت اس وقت کے سلاطین نے ان فرق کی حوصلہ شکنی کی اور مذاہب اربعہ کو ہی لازم کرنے کا حکم جاری کیا۔ اس کی وجہ ابن تیمیہؒ کا ایک فتویٰ بھی تھا۔ سعید عاشور لکھتے ہیں:

وتظهرروح العداوةمن جانب سلاطين المماليك و فقهائهم ضد طوائف الشيعة فى الفتوى التي اصدرها ابن تيميةؒ من علماء القرن الثامن الهجري والتي وصف فيها بعض طوائف الشيعة با نهم اكفر من اليهود والنصارى وافتى بالقضاء عليهم وفحارتهم[15]

سلاطین اور فقہاء کی جانب سے شیعہ فرقوں کے خلاف عداوت کا ظہور ابن تیمیہؒ کے اس فتویٰ کی وجہ سے ہوا جس میں انہوں نے شیعہ کے بعض فرقوں کو یہود و نصاریٰ سے بھی بڑا کافر قرار دیا اور ان سے لڑائی اور ان کے خلاف حتمی فیصلہ کا فتویٰ بھی دیا۔

چہارم: بدعات کا شیوع

اس دور میں عوام و خواص چاہے سلاطین ہوں یا امراء اور علماء، سب میں بدعات اور عقیدے کی خرابیاں در آئی تھیں۔ ذیل میں ایسی چند خرابیوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1: مدارس میں تدفین

مدارس میں تدفین اور اولیاء کی قبور پر قبے بنانے کا سلسلہ اس دور میں چل نکلا تھا۔ یہاں لوگ بیماریوں سے شفاء کیلئے اور دیگر امور کیلئے حاضر ہوتے تھے۔[16] سعید عاشور نے تو یہ بھی وضاحت کی ہے کہ زیارت قبور اجتماعی حیاۃ کا ایک اساسی رکن تھا اور اس میں سلاطین کی شمولیت بہت زیادہ تھی۔[17]

2: مجاذیب اور خوارق عادت امور پر اذعان

مجذوب افراد (جو صوفیاء ہوتے تھے) سے خوارق عادت امور کے ظہور پر بہت دلچسپی لی جاتی تھی اور اسے تقویٰ اور نیکی کا معیار سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ ابن حجرؒ نے انباء الغمر میں بہت سے مقامات پر اس کی تصریح کی ہے۔ ایک عبارت بطور مثال پیش کرتے ہیں:

مسعود بن عبد الله المريسى قيل اسمه احمد وكان مجذوبا وللناس فيه اعتقاد زائد[18]

مسعود بن عبد اللہ المریسی جسے احمد کا نام بھی دیا جاتا ہے ایک مجذوب تھا اور لوگوں کا اس پر بہت عقیدہ تھا۔

مزید برآں السلطان الظاہر برقوق کی یہ وصیت تھی کہ اسے کسی مجذوب کے قدموں میں دفن کیا جائے۔[19]

3: تنجیم

کہانت اور نجومیوں سے استفادہ بھی اس دور میں عام تھا۔ غیب کی اطلاع اور سلاطین کی وفات کی خبریں اس سے حاصل کی جاتیں۔ سلاطین سفر سے قبل منجمین سے باقاعدہ اجازت اور حالات دریافت کرتے۔[20] ایسے ہی جاہل مرد وخواتین میں جادو عام تھا، بالخصوص سلاطین کی خواتین اس میں بہت آگے تھیں۔[21] مختلف مہینوں اور راتوں میں جاگنا جیسا کہ رجب کی ستائیسویں رات کو اسراء و معراج کی رات قرار دے کر اور پندرہ شعبان کی رات کو تعظیم کے مقصد سے ان میں عبادات کرنا اور ہجری سالوں کے آغاز میں جشن منانا بھی ان کی انحرافات کا حصہ ہیں۔[22] اسی طرح عید میلاد النبی یا میلاد النبی کا جشن بھی اسی دور میں رائج ہوتا ہے۔[23] ایسے ہی رمضان میں صحیح بخاری کی قراءت کی جاتی تھی۔ بڑے بڑے فقہاء بلائے جاتے، ان پر پیسہ خرچ کیا جاتا تھا اور اسے غم وکرب کی شفاء سمجھا جاتا تھا۔[24]

پنجم: اخلاقی انحطاط وجرائم

اس معاشرے میں ہر طرح کی برائی موجود تھی جس نے اس قوم کی اخلاقی حالت تباہ کر دی تھی۔ ان جرائم سے متعلق تفصیل کیلئے دکتور سعید عبد الفتاح عاشور کی کتاب المجتمع المصري في عصر سلاطين المماليك کا صفحہ 247 تا 256 لائق مطالعہ ہے جس سے زنا، جنسی بے راہ روی، شراب نوشی اور رشوت خوری جیسے اجتماعی جرائم اور اخلاقی بیماریاں سامنے آتی ہیں۔

مذکورہ بالا تصریحات سے حافظ ابن حجر کے دور کی مذہبی حالت کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔ آئندہ سطور میں اس دور کی تعلیمی وعلمی کیفیت کا بالاختصار جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

علمی کیفیت: نشاۃ وارتقاء کے عوامل

حافظ ابن حجر کا دور علماء ومشاہیر کا دور تھا جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ علمی ارتقاء ونشاۃ کا زمانہ ہے۔ اس امر کے درج ذیل عوامل سمجھ آتے ہیں:

- **دینداری سے منسلک ہونے کا جذبہ:** دینداری سے منسلک ہونے کا جذبہ اس عصر میں شدید تھا۔ لوگ اہل علم سے اپنا تعلق رکھتے۔ یہاں تک کہ ان کے آثار سے برکت بھی لی جاتی تھی۔[25]
- **سلاطین کی سرپرستی:** سلاطین کی سرپرستی بھی علمی تحریک کا ایک سبب تھی۔ بادشاہ اہل علم کا اکرام وتوقیر کرتے تھے۔ اس ضمن میں السلطان الظاہر برقوق کا طرز عمل بڑی دلیل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

  وكان يقوم للفقهاءوالصلحاءاذادخل احدمنهم عليه و لم يكن يعهد ذلك من ملوك مصر قبله[26]

  سلطان فقہاء وصلحاء کی آمد پر کھڑا ہو جاتا تھا۔ مصر کے بادشاہوں میں اس سے پہلے یہ بات رائج نہ تھی۔

  ایسے ہی السلطان المؤید شیخ سے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں:

  محبا في الشرع واهله صحيح العقيدة كثير التعظيم لاهل العلم والاكرام لهم والمحبة في اصحابه والصفح عن جرائمهم[27]

  سلطان شریعت اور اہل شریعت سے محبت کرتے تھے۔ صحیح العقیدہ شخص تھے۔ اہل علم کی تعظیم، اکرام اور ان سے محبت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عثرات وجرائم میں معافی کا رویہ رکھتے تھے۔

مکاتیب ومدارس

مذکورہ بالا عوامل کی بناء پر اس عہد میں سلاطین نے بڑے بڑے مدارس قائم کروائے۔ چند مشہور مدارس کے نام درج ذیل ہیں:

- المدرسۃ الظاھریۃ — السلطان الظاہر برقوق کی جانب منسوب ہے۔[28]
- المدرسۃ المؤیدۃ — السلطان المؤید کی جانب نسبت ہے۔[29]
- المدرسۃ الاشرفیۃ — السلطان اشرف برسبائی کی جانب نسبت ہے۔[30]
- المدرسۃ الزمامیۃ — امیر مقبل الروی الزمام کی جانب نسبت ہے۔[31]
- المدرسۃ المحمودیۃ — امیر جمال الدین محمود کی جانب نسبت ہے۔[32]
- المدرسۃ الاَیتمشیۃ — امیر سیف الدین ایتمش کی جانب نسبت ہے۔[33]

انہی مدارس میں مکتبات قائم کیے گئے۔ جن میں طلاب کے لیے کثیر کتب موجود تھیں۔[34]

علمی مزاج وماحول

اس دور میں علمی ماحول اور مزاج کیسا تھا؟ یہ بھی جاننا از حد ضروری اور اس دور کے علمی ارتقاء کا شاہد ہے۔ اس ضمن میں ذیل میں اہم نکات ذکر کیے جاتے ہیں:

اوّل: حفظ متون

اس عصر میں متون کو حفظ کرنے کا رجحان غالب تھا۔ جو کسی فن کا متن حفظ نہیں کرتا تھا اسے عالم گرداناہی نہیں جاتا تھا۔ اس کی امثلہ میں فقط دو مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔ یہ دو علماء کا تذکرہ ہے جو اس صدی کے ہیں۔ سراج الدین عمر بن ارسلان البلقینی (805ھ م) کے ترجمہ میں ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں:

حفظ القرآن العظيم وهو ابن سبع سنين وحفظ (المحرر) في الفقة و (الكافية) لابن مالك في النحو و (مختصر ابن الحاجب) في الاصول و (الشاطبية) في القراءات[35]

سراج الدین بلقینی نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور فقہ میں المحرر، نحو میں الکافیہ (ابن مالک)، اصول میں مختصر ابن حاجب اور قراءات میں شاطبیہ بھی حفظ کی۔

اسی طرح محب الدین محمد بن محمد الشحنۃ (815ھ م) کے ترجمہ میں ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں:

وحفظ القرآن وعدة متون[36]

آپ نے قرآن اور کئی متون حفظ کیے تھے۔

دوم: تحصیل علم کے لیے اجازت لینے سے قبل مؤلفات یاد کرنا

یہ بھی ایک مزاج تھا کہ کسی علم کو حاصل کرنے سے قبل اس سے متعلقہ مصطلحات اور تالیفات طالب علم کو یاد ہوں۔ اس ضمن میں ابن خلدون کہتے ہیں کہ اس کی مثال علم فقہ مذہب مالکی میں کتاب المدونۃ کا استحضار ضروری تھا اور اس سے متعلق لکھی ابن یونس، اللخمی اور ابن بشیر کی فقہی شروحات کا استحضار بھی ضروری تھا۔[37]

سوم: دیگر بلاد کی جانب اسفار

اس عہد میں بھی یہ خصوصیت تھی کہ طلبہ محض اپنے ہی علاقے سے علم حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ وہ دوسرے علاقے کے مشائخ سے بھی علم کی تحصیل کرتے تھے۔ اس پر دلیل کیلئے سلف کے کسی بھی عالم کا ترجمہ اور اس کی سوانح عمری کا مطالعہ کریں تو رحلات علمیہ کا باقاعدہ عنوان ملے گا۔ اس سے متعلق اسی عہد کے عالم جلیل ابن خلدون لکھتے ہیں:

فالرحلة لا بد منها في طلب العلم لاكتساب الفوائد والكمال بلقاء المشائخ ومباشرة الرجال [38]

طلب علم، فوائد اور کمالات کے حصول کیلئے شیوخ اور اہل علم سے ملاقات کیلئے سفر کرنا بہت ضروری ہے۔

حاصل بحث

ابن حجرؒ کا دور علوم وفنون کا دور تھا اور اس زمانے میں جو مشاہیر واعیان موجود تھے، وہ یکتائے روزگار اور علوم وفنون میں ان کا ایک نمایاں نام رہا۔ ایسے دور میں ایک شخص کی علمی تشکیل وتکوین کتنی زبردست ہو سکتی ہے، اس کا مشاہدہ ابن حجرؒ کی شخصیت سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں دینی علوم سے متعلق جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے وہ آج بھی لوگوں کے لیے سند اور مصدر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ بھی اسی ماحول سے متاثر تھے، اسی لیے مصنف، فقیہ، متکلم اور مدقق کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ اس عصر میں مذاہب اربعہ سے وابستگی حکومت کی ترجیحات میں تھی اور صوفیت کو سرکاری سرپرستی ملی۔ سلاطین کی اس شدید توجہ کی بدولت صوفیت کو عروج وغلبہ حاصل ہوتا گیا۔ حافظ ابن حجرؒ کے دور میں کلامی مذاہب موجود تھے۔ اشاعرہ ومعتزلہ جیسے مذاہب بہت معروف تھے۔ بالخصوص اشعری مذہب کا اثر ونفوذ بہت زیادہ تھا۔ اسی طرح اس معاشرے میں کچھ اخلاقی برائیاں بھی تھیں جن میں جنسی بے راہ روی ،شراب نوشی اور رشوت خوری جیسے معاملات نمایاں تھے۔ اسی طرح یہ دور علمی نشاۃ اور ارتقاء کا دور ہے۔ لوگوں میں دینداری سے منسلک ہونے کا جذبہ تھا، سلاطین کی سرپرستی تھی جس کی وجہ مختلف ادارے اور مدارس قائم کیے گئے۔ اس دور میں متن کو حفظ کرنے کا رجحان تھا ۔حصول علم کے لیے جانے سے قبل ہی کچھ ابتدائی کتب یاد کر لی جاتی تھیں اور دیگر شہروں کی جانب سفر کا رجحان بھی تھا۔ اس دور کے بہت سے معروف علماء کرام ہیں جن میں نمایاں نام، حافظ ابن کثیر، ابن رجب، ابن بطوطہ، ابن خلدون وغیرہ شامل ہیں۔

\-

حوالہ جات وحواشی

1 السخاوی، محمد بن عبد الرحمن، **الجواهر والدرر فی ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر**، (لبنان: دار ابن حزم، 1999ء)، 2/57۔

2 ایضاً، 2/619، 618، 609، 605، 600، 596، 591، 588، 571۔

3 ایضاً، 1/312۔

4 عاشور، سعید عبد الفتاح، **المجتمع المصری فی عصر سلاطین الممالیک**، (قاہرۃ: دار النہضۃ، 1992ء)، ص180۔

5 ایضاً، ص181۔

6 ایضاً، ص182۔

7 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، **انباء الغمر بابناء العمر**، (مصر: المجلس الاعلیٰ، 1969ء)، 3/176۔

8 المقریزی، احمد بن علی، **المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1418ھ)، 4/281۔

9 ابن حجر العسقلانی، **انباء الغمر بابناء العمر**، 2/413۔

10 ایضاً، 2/96۔

11 ایضاً، 8/273۔

12 ایضاً، 8/258۔

13 ابن تیمیۃ، احمد بن عبد الحلیم، **منهاج السنة النبوية**، (ریاض: جامعۃ الامام محمد بن سعود، 1986ء)، 2/566۔

14 السقاف، علوی بن عبد القادر، **موسوعة الفرق المنتسبة للاسلام**، (قاہرۃ: موقع الدرر السنیۃ، س ن)، 8/37۔

15 عاشور، المجتمع المصری فی عصر سلاطین الممالیک، ص181۔

16 ابن حجر العسقلانی، انباء الغمر بابناء العمر، 8/442۔

17 عاشور، المجتمع المصری فی عصر سلاطین الممالیک، ص261۔

18 ابن حجر العسقلانی، انباء الغمر بابناء العمر، 1/125۔

19 عاشور، المجتمع المصری فی عصر سلاطین الممالیک، ص261۔

20 ایضاً، ص266۔

21 ایضاً، ص267۔

22 ایضاً، ص195۔

23 ایضاً، ص197۔

24 ایضاً، ص205۔

25 ابن حجر العسقلانی، انباء الغمر بابناء العمر، 3/345۔

26 المقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، 5/446۔

27 ابن حجر العسقلانی، انباء الغمر بابناء العمر، 3/273۔

28 المقریزی، احمد بن علی، السلوک، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1418ھ)، 5/276۔

29 ابن حجر العسقلانی، انباء الغمر بابناء العمر، 3/56۔

30 ایضاً، 1/103۔

31 المقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، 4/249۔

32 ایضاً، 4/250۔

33 ایضاً، 4/259۔

34 عاشور، المجتمع المصری فی عصر سلاطین الممالیک، ص40-45۔

35 ابن العماد الحنبلی، عبد الحی بن احمد بن محمد، شذرات الذهب، (بیروت: دار ابن کثیر، 1986ء)، 9/80۔

36 ایضاً، 9/169۔

37 ابن خلدون، عبد الرحمن، تاریخ ابنِ خلدون، (بیروت: دار الفکر، 1401ء)، 1/728۔

38 ایضاً، 1/745۔